Lesson 208 Surah Rum 1-19 tafsir2

پھر آپ دیکھئے کہ اللہ رب العزت دلیل دیتے ہیں اور اب جو دلیل اللہ تعالیٰ نے دی ہے وہ کس لئے دی ہے؟ توحید اور آخرت کی دلیل ہے اور کیسے دی؟

آیت نمبر 11- اللَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ
ترجمہ- اللہ ہی خلق کی ابتدا کرتا ہے، پھر وہی اس کا اعادہ کرے گا، پھر اسی کی طرف تم پلٹائے جاؤ گے

اللَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ اللہ ہی خلق کی ابتدا کرتا ہے اور وہ ہی اس کا اعادہ بھی کرے گا اس کا مطلب کیا ہے؟ کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی دفعہ جب کسی چیز کو پیدا کیا ہے تو دوسری دفعہ بھی وہ اس کو پیدا کرے گا اور پہلی دفعہ پیدا کرنا مشکل ہوتا ہے دوسری دفعہ پیدا کرنا تو مشکل نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ بتا رہے ہیں کہ جو اللہ پہلی مرتبہ پیدا کرنے پر قادر ہے **ثُمَّ يُعِيدُهُ** تو وہ دوبارہ بھی پیدا کرے گا دوبارہ کب پیدا کرے گا؟ مرنے کے بعد انسان کو زندگی عطا کرے گا اور پیدا کرنا کیوں ہے؟ حساب کتاب کے لئے پھر ہوگا کیا؟ **ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ** پھر تم اسی کی طرف پلٹائے جاؤگے اس کا مطلب کیا ہے؟ کہ میدانِ حشر ہوگا ،میدانِ حساب ہوگا اور جب تم اللہ کی طرف رجوع کروگے پلٹائے جاؤگے یہاں پر مضارع مجھول ہے خود نہیں جاؤگے لے جائے جاؤگے وہاں پہ حساب کتاب ہوگا پھر اُس دن ہوگا کیا؟

آیت نمبر 12- وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُونَ
ترجمہ- اور جب وہ ساعت برپا ہو گی اس دن مجرم ہَکا بکا رہ جائیں گے

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ اور جب وہ گھڑی برپا ہوگی اور جب وہ گھڑی کھڑی ہو جائے گی **تَقُومُ** قائم ہونا اب دیکھیں اقامت کا مطلب کیا ہے؟ کہ جب نماز ظاہری اور باطنی اوصاف کے ساتھ کھڑی ہو جائے جو نمازی ہیں انہوں نے وضو بھی کیا ہو جو بھی طریقے ہیں جو آداب ہیں اس کا خیال کرتے ہوئے وہ آ گئے ہیں اور امام اعلان کرتا ہے **قد قامت الصلاة قد قامت الصلاة** ; اقامت ہوتی ہے تولوگ کھڑے ہو جاتے ہیں جو بیٹھے ہوتے ہیں اقامت کے وقت کیا کرتے ہیں؟ سب کھڑے ہو جاتے ہیں **تَقُومُ** تو کسی چیز کا قائم ہونا، کھڑی ہوئی ہونا، قوم کو بھی کہتے ہیں قوم مٹی کا ڈھیر نہیں ہوتا، وہ ریت کے ذرے نہیں ہوتے، وہ لکڑیوں کا برادہ نہیں ہوتا قوم جیتے جاگتے انسانوں کا وہ مجموعہ ہوتا ہے جو اپنے نصب العین کے لئے کھڑی ہو جاتی ہے جو جی جان کی بازی لگاتی ہے بعض اوقات کہا جاتا ہے فلاں قوم زندہ قوم ہیں، فلاں لوگ مردہ لوگ ہیں ،فلاں قوم مردہ ہو گئ- آپ نے پڑھا تھا حضرت خضر علیہ السلام کے قصے میں **فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ فَأَقَامَهُ** (77- سورت الکہف)وہاں انہوں نے ایک دیوار دیکھی جوگرا چاہتی تھی اُس شخص نے اس دیوار کو پھر قائم کر دیا- پھر انہوں نے اس کو کھڑا کر دیا کیوں کھڑا کیا؟ یہ دیوار گر رہی تھی پھر اس کو کھڑا کر دیا اب یہاں پہ کیا ہے اب قیامت کھڑی ہو جائے گی پورے اپنے ظواہر کے ساتھ پورے اپنے لوازمات کے ساتھ **وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ** اور قیامت کے بہت سے نام ہیں **الغاشیہ** بھی ہے **القارعہ** بھی ہے **النباء** بھی ہے الواقعۃ بھی ہے اور یہاں پہ **السَّاعَةُ** گھڑی- وہ گھڑی بڑی سخت ہوگی ہوگا کیا؟ **يُبْلِسُ الْمُجْرِمُونَ** اس دن مجرم ھق دق رہ جائیں گے **يُبْلِسُ** **(ب ل س)** سے ہے جس کے معنی ہیں سخت مایوسی اور صدمے کی وجہ سے کسی شخص کا گم صم ہو جانا، امید کے سارے راستے بند پا کر کسی کا حیران اور ششدر رہ جانا، کسی کو کوئی حجت نہ ملے

اس کا دم بخود ہو جانا۔ ایسے مجرم کے لئے **ابلاس** لفظ یا **مبلسون** یا **یبلسون** استعمال کیا جاتا ہے جو کہ عین حالتِ جرم میں رنگے ہاتھوں پکڑا گیا ہے اب نہ کوئی فرار کی راہ ہے اس کے پاس کیونکہ رنگے ہاتھوں پکڑا گیا ہے کہہ نہیں سکتا نہیں نہیں میں نے نہیں کیا تھا اور دوسرا صفائی کے لئے کچھ پیش ہی نہیں کر سکتا کوئی عذر نہیں ہے کوئی بہانہ نہیں ہے بچنے کی کوئی توقع نہیں ہے زبان بند ہے دل پہ مایوسی کے گھمبیر بادل چھائے ہوئے ہیں اور حیران پریشان کھڑا سوچ رہا ہے کہ اب کیا کروں شیطان بھی تو رحمت سے محروم ہو گیا اس لئے اس کو **ابلیس** کہا جاتا ہے تو یہ جو لوگ جنہوں نے دنیا میں ظلم کیا ہے **ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِينَ أَسَاءُوا السُّوأَىٰ أَن كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِئُونَ (10**- سورت الروم) آخرکار جن لوگوں نے بُرائیاں کی تھیں ان کا انجام بہت برا ہوا، اس لئے کہ انہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا تھا اور وہ ان کا مذاق اڑاتے تھے۔تو جب قیامت کھڑی ہو جائے گی **يُبْلِسُ الْمُجْرِمُونَ** تو گناہگاروں کی امیدیں ٹوٹ جائیں گی اب وہ مایوس ہو جائیں گے ان کو کوئی امید نہیں ہے، روشنی کی کوئی کرن نہیں ہے

آیت نمبر 13- وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ مِنْ شُرَكَائِهِمْ شُفَعَاءُ وَكَانُوا بِشُرَكَائِهِمْ كَافِرِينَ
ترجمہ۔ ان کے ٹھہرائے ہوئے شریکوں میں کوئی ان کا سفارشی نہ ہو گا اور وہ اپنے شریکوں کے منکر ہو جائیں گے

اب یہاں پر اللہ رب العزت بڑی خوبصورت بات کہتے ہیں اور کیا کہا؟ کہ اب **وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ** اور نہیں ہیں ان کے لئے **مِنْ شُرَكَائِهِمْ** ان کے شریکوں میں سے، اب ان کے شریکوں میں سے کوئی بھی ان کے پاس نہیں ہے **شُفَعَاءُ** جو ان کی سفارش کر سکے **شفیع** سفارش کرنے والا جو ان کے لئے آگے بڑھ کر سفارشی بن جائے کوئی بھی تو نہیں ہے **وَكَانُوا بِشُرَكَائِهِمْ كَافِرِينَ** اور خود یہ بھی اپنے شریکوں کے منکر ہو جائیں گے یہاں پہ اللہ تعالی نے بڑی اہم بات بتائی اور وہ بات کیا ہے؟ کہ دنیا میں جن چیزوں کو یہ اللہ کا شریک سمجھتے رہے تھے صفات ،اختیارات کے لحاظ سے اب وہ ان کے سفارشی نہیں ہیں اور تین قسمیں ہیں جس سے انسان شرک کرتا ہے نمبر 1- بے جان چیزیں جیسے پتھر کے بت، سورج ، چاند ،ستارے یا درخت پتھر وغیرہ کہ جن کو انسان پوجتا رہا ہے حالانکہ وہ بچارے بے شعور ہیں ، بے حس ہیں اور بے جان ہیں لیکن انسان نےان کی پوجا کی۔ نمبر 2- جو کہ جاندار ہیں لیکن انہوں نے خود خدائی کا دعویٰ نہیں کیا جیسے فرشتے ہیں، انبیاء ہیں اولیاء ،شہداء ،صالحین اور جاندار میں بعض حیوانات بھی آتے ہیں جیسے سانپ گائے وغیرہ تو اب بعض لوگ ان کو خدا بنا لیتے ہیں اور نمبر 3- قسم اس میں کیا ہے ؟ **اکابر** مجرمین کی، طاغوت کی، جو خود کوشش کرکے مکر وفریب دے کر جھوٹ کے جال بچھا کر لوگوں سے اپنی بندگی کرواتے ہیں مثلاً شیطان، جھوٹے مذہبی پیشوا، ظالم اور جابر حکمران ہیں تو اب ہوگا کیا کہ اللہ رب العزت یہاں پہ یہ بات بتا رہے ہیں کہ ان کے ٹھہرائے ہوئے شریکوں میں کوئی ان کا سفارشی نہیں ہوگا ان تینوں میں سے کوئی بھی ان کی سفارش کے لئے آگے نہیں بڑھے گا **وَكَانُوا بِشُرَكَائِهِمْ كَافِرِينَ** اور وہ اپنے شریکوں کے منکر ہو جائیں گے اس وقت جن کو انہوں نے پوجا تھا ان کو تو اپنی پڑی ہوئی ہوگی پیروں کو بھی (مریدوں کی وہ کیا خیر خبر لیں) اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں وہ تو ان کی خبر نہیں لیں گے لیکن یہ شرک کرنے والے بھی اب اس وقت اس بات کا اقرار کریں گے کہ ہم نے جو شرک کیا تھا ہم نے غلط کیا تھا وہ اس بات کا اعتراف کریں گے اور اقرار کریں گے کیا اقرار کریں گے؟ اور کیا اعتراف کریں گے؟ کہ ہم نے غلط کیا تھا اور اب یہ ہمارے کچھ بھی کام آنے والے نہیں ہیں۔ تو یہ جو آیت ہے اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ اس وقت انہیں افسوس

ہوگا اور ان کو یہ بات پتہ چل جائے گی کہ دنیا میں انہوں نے جو کچھ بھی کیا تھا وہ غلط کیا تھا اور جو بھی ان کے معبود تھے ان کا خدائی میں کوئی حصہ نہیں ہے اور اس وقت یہ بھی انکار کریں گے اور معبود بھی انکار کر رہے ہیں اور مجرم حیران پریشان کھڑے ہیں تو یہ آیت شرک کی نفی کرتی ہے اور آنکھیں کھولتی ہے بتاتی ہے کہ دنیا کی زندگی میں اپنے عملوں کو سنوار لو

آیت نمبر 14۔ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَتَفَرَّقُونَ
ترجمہ۔ جس روز وہ ساعت برپا ہو گی، اس دن (سب انسان) الگ گروہوں میں بٹ جائیں گے

اس دن کیا ہوگا؟ اس گھڑی کو قیامت کے دن کیا ہوگا؟ **يَوْمَئِذٍ يَتَفَرَّقُونَ** اس دن انسان گروہوں میں بٹ جائیں گے۔ دنیا میں گروہ بندی ہوتی ہے قوم کی بنا پر، ذات کی بنا پر، دولت کی بنا پر ،زبان کی بنا پر یا برادری یا کوئی مخصوص سیاسی عقیدے کی بنیاد پر لیکن قیامت کے دن جو گروہ بندی ہوگی وہ اصولوں کے مطابق ہوگی اور لوگ دو گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے **يَتَفَرَّقُونَ** لوگ 2 گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے اور وہ 2 گروہ کون سے ہوں گے؟ ایک ایمان لانے والا اور ایک کفر کرنے والا ،ایک مجرموں کا گروہ اور ایک فرماں برداروں کا گروہ پھر ان کی **يَتَفَرَّقُونَ** مزید جماعت بندی ہوگی جیسے جو مجرموں کا گروہ ہے یا کافروں کا اس میں مشرک الگ، منافق الگ، کافر الگ جرائم کے لحاظ سے گروہ بندی ہوگی زانیوں کی الگ ڈاکوؤں کی متکبروں کی پھر مزید ہوتی چلی جائے گی اسی طرح جو نیک لوگ ہیں ان کی بھی گروہ بندی مزید اور ہوگی تو آپ 2 بڑے گروہوں میں ان کو تقسیم کر لیں یا پھر اس کے بعد آپ مزید جنتوں میں چاہیں تقسیم کر لیں تو اس دن گروہ بندی ہوگی قرآن میں مختلف انداز میں اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہیں اللہ تعالیٰ کہتے ہیں **فَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ، وَأَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ** (8,9-سورت الواقعہ) دائیں بازو والے، سو دائیں بازو والوں (کی خوش نصیبی) کا کیا کہنا (8) اور بائیں بازو والے، تو بائیں بازو والوں (کی بد نصیبی کا) کا کیا ٹھکانا۔ **إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُولَٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ () إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ** (6,7-سورت البینہ) اہل کتاب اور مشرکین میں سے جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ یقیناً جہنم کی آگ میں جائیں گے اور ہمیشہ اس میں رہیں گے، یہ لوگ بد ترین خلائق ہیں۔ جو لوگ ایمان لے آئے اور جنہوں نے نیک عمل کیے، وہ یقیناً بہترین خلائق ہیں۔ تومختلف انداز ہیں۔ **وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَتَفَرَّقُونَ**

آیت نمبر 15۔ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ
ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہیں وہ ایک باغ میں شاداں و فرحاں رکھے جائیں گے

پس رہے وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل صالح کیے انہوں نے **فَهُمْ** پس وہ ہیں **فِي رَوْضَةٍ** پس وہ باغ میں ہیں اور باغ میں کیسے ہیں؟ **يُحْبَرُونَ** انہیں شاداں اور فرحاں رکھا ہوا ہے وہ باغ میں شاداں اور فرحاں ہوں گے۔ **يُحْبَرُونَ** کا کسی نے ترجمہ کیا ہے کہ باغ میں ان کی آؤ بھگت کی جائے گی، ان کو خوب نوازا جائے گا، تواضع ہوگی تو اصل میں **رَوْضَةٍ** کسے کہتے ہیں **(ر و ض)** اصل میں اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں پانی جمع ہو اور سرسبز بھی ہو - کیوں ؟ جہاں پانی ہوتا ہے وہاں پر زیادہ سبزہ ہوتا ہے اور پانی جب زمین کو سیراب کرتا ہے زمین زرخیز ہوتی ہے تو **ریاضت** ، ریاضت لفظ بھی آپ نے سنا ہے نا کہ کوئی گانے میں ریاضت کرتا ہے کوئی اپنے جسم میں ریاضت کرتا ہے مشق کرتا ہے ورزش

کرتا ہے تو کسی سے بکثرت کوئی کام لینا اس کو ریاضت کہتے ہیں تاکہ اس میں سدھاؤ اور مہارت پیدا ہو جائے اسی سے اگر کسی جانور کو خوب سدھایا جائے اور وہ مطیع ہو جائے تو اس کے لئے بھی آتا ہے یہ لفظ **رُضْتُ الدَّابَّةَ** تو پھر **رَوْضَةٍ** کے معنی یہ ہیں کہ ایسی زمین ایسی جگہ جو اپنے محاسن(خوبصورتی) اور لذتوں کے لحاظ سے بہترین ہو بعض کہتے ہیں کہ علوم اور اخلاق کی طرف بھی اس میں اشارہ ہے کہ جب کوئی شخص ریاضت کرتا ہے تو اس کا دل پھر پاک ہو جاتا ہے اور **رَوْضَةٍ** جیسے باغ کے لئے قرآن میں مختلف لفظ استعمال ہوئے **جَنَّة، حدائق** اور **رَوْضَةٍ**. **جَنَّة** تو عام باغ کے لئے ہے اور **حدائق** ایسا باغ جس کے اردگرد دیوار بھی بنی ہو حفاظت کے لئے لیکن **رَوْضَةٍ** کیسا باغ ہے؟ **(ر و ض)** جو وسعت اور فراخی پر دلالت کرتا ہے بہترین سرسبز اور شاداب، بارش کا زمین کو باغ و بہار بنا دینا۔ پُر بہار کیاری کو کہتے ہیں جیسے بہت بڑا ایک باغ ہےاور پھر باغ کے اندر کا وہ حصہ یا وہ جگہ جو سب سے زیادہ پُر بہار ہو ایسی جگہ عموماً بڑی خوبصورت ہوتی ہے یہاں یہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ایمان اور عمل صالح اختیار کرنے والے پس وہ ہوں گے پُر بہار **رَوْضَةٍ** میں باغ میں تو ہوں گے ہی(جنت میں) لیکن اس کی بھی **رَوْضَةٍ** میں ہوں گے تو اصل میں اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کی عظمت اور شان کا تصور دلانے کے لئے **رَوْضَةٍ** کا لفظ استعمال کیا **جَنَّة** بھی ہو سکتا تھا جیسے کوئی بڑا اہم کام کرے تو کسی کو کبھی آپ کہتے ہیں کہ تمہیں ایک چیز دوں گا میں آپ کو ایک چیز دوں گی اور کبھی آپ کہتے ہیں کہ میں آپ کو بڑی قیمتی چیز دوں گی بہت بڑی چیز دوں گی یہ ہے انداز **يُحْبَرُونَ (ح ب ر)** اور اس کے معنی کیا ہیں مسرت بھی ہے لذت بھی ہے شان و شوکت بھی ہے تکریم بھی ہے وہاں یہ بڑے خوش ہوں گے۔ جیسے پچھلے دفعہ آپ کا جو حج کا پروگرام ہوا تھا جب حاجی گئے تھے تو ہم نے حاجیوں پر پھول لگائے تھے تاکہ دور سے آنے والے ،باہر سے آنے والے ان کو پتہ چل جائے کہ یہ حاجی ہیں یہ حج کرنے جا رہے ہیں یہ حج سے آئے ہیں تو پھول لگا کر ایک نشان تھا جو ان کی عزت و عظمت کا اظہار کر رہا تھا اسی طرح جیسے ایک کلاس میں جو قرآن پڑھنے والے لوگ ہیں ان کا خاص یونیفارم رکھ دیا جائے یونیفارم آپ کو کوئی تنگ کرنے کیلئے تھوڑی رکھا ہے آپ کو مشکل میں ڈالنے کیلئے تھوڑی رکھا ہے وہ کس لئے رکھا ہے؟ آپ کی عظمت کا تصور دلانے کیلئے یہ ہیں وہ لوگ جو علم اور عمل کے شیدائی ہیں تاکہ یونیفارم دیکھ کے پتہ چل جائے کہ یہ ہیں عاشق قرآن کے یہ ہیں دنیا کی روش سے ہٹ کر چلنے والے تو **(ح ب ر)** کے معنی ہیں نشان جیسے کسی پر کوئی نشان لگا ہوا ہو تو نشان سے اس کی عظمت کا تصور ہو اسی طرح سیاہی کے لئے بھی یہ لفظ آتا ہے علم کے لئے بھی **احبار** کا لفظ آتا ہے تو 1- معنی کیا ہیں کہ باغ میں ان کو بڑی عزت کے ساتھ رکھا جائے گا 2- یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ وہ خوش و خرم رکھے جائیں گے وہاں پر 3-یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں مسرت ،لذت، شان و شوکت کے ساتھ وہاں پر رکھے جائیں گے اور بعض مفسرین نے تو کہا کہ لذت کے لحاظ سے ہر طرح کی لذت ہر طرح کا سرور ہر طرح کی خوشی ان کو میسر ہوگی۔ **فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ**

آیت نمبر 16- وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ فَأُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ
ترجمہ۔ اور جنہوں نے کفر کیا ہے اور ہماری آیات کو اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا ہے وہ عذاب میں حاضر رکھے جائیں گے

وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا اور رہے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا **وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا** اورجنہوں نے ہماری آیات کا انکار کیا **وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ** اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلا دیا تین یہاں پر ان کے جرائم ہیں ان کا ذکر کیا گیا ہے

اور ان کے اندر سارے جرائم آ جاتے ہیں **كَفَرُوا**کفر کرنا یہی کافی تھا لیکن **وَكَذَّبُوا** صرف کفر نہیں بلکہ جھٹلایا بار بار ایک نشانی نہیں بہت سی نشانیاں **وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ** اور میری ملاقات ،کا آخرت کا، قیامت کا انکار کیا **فَأُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ** پس وہ عذاب میں ہوں گے اب اتنا ہی کافی تھا **فَأُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ** کہ وہ عذاب میں ہیں اور آپ دیکھیں عذاب لیکن کیا کہا **مُحْضَرُونَ** اس کے اندر ڈال دیئے جائیں گے **مُحْضَرُونَ** یہ بھی مجہول ہے کہ ان کو عذاب کے اندر پھینک دیا جائے گا ،وہ بس عذاب کے اندر ہی اندر ہوں گے ،ڈالے جائیں گے بڑا سخت انداز ہے پھر اللہ رب العزت ان کی ذلت اور بےبسی کی تصویر کشی کرتے ہیں **مُحْضَرُونَ** کا لفظ استعمال کر کے ساتھ ہی ایک پیغام دیتے ہیں پیغام بڑا خوبصورت ہے اور پیغام ہے کہ لوگوں میری بندگی کرو میری حمد اور تسبیح بیان کرو میں سوچتی ہوں کہ توحید پر عمل کرنا اور آخرت کی تیاری کرنا اور اللہ کی بندگی کرنا اور اللہ کا ہو جانا یہ ایک مضمون قرآن میں بار بار آیا ہے اتنی تکرار ہے اتنی تکرار ہے پتھر پر بھی پانی کے قطرے مسلسل پڑتے رہیں تو سوراخ ہو جاتا ہے میرے اور آپ کے دل کیوں نہیں پگھلتے کیوں نہیں میں اور آپ اللہ کی ملاقات کی تیاری کے لئے فکر مند ہوتے کیوں ذہن بھاری ہو جاتے ہیں قرآن پڑھنے کو دل نہیں چاہتا کیوں نماز کے وقت بستر سے نیند کو توڑ کر اُٹھ نہیں کھڑے ہوتے کیوں ریاضت نہیں کرتے کیوں محنت نہیں کرتے صحابہ نے یہی قرآن پڑھا تھا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کتنا سچا یقین تھا کہ آیتیں نازل ہوئیں آپ باہر لے کر نکل گئے اور کہنے لگے کہ فتح ہو گئی اہل مکہ پیٹ رہے ہیں مکہ کی گلیوں میں اور کہہ رہے ہیں فتح ہو گئی عجیب ایک نعرہ نہیں لگتا لیکن ایسے تو نہیں صدیق بن گئے تو اللہ تعالی مجھے اور آپ کو اور اُس زمانے کے لوگوں کو کیا پیغام دیتے ہیں

آیت نمبر ,17,18,19- فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ (17) وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ (18) يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ وَكَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ-(19)

ترجمہ۔ پس تسبیح کرو اللہؐ کی جبکہ تم شام کرتے ہو اور جب صبح کرتے ہو۔ آسمانوں اور زمین میں اُسی کے لئے حمد ہے اور (تسبیح کرو اس کی) تیسرے پہر اور جبکہ تم پر ظہر کا وقت آتا ہے۔ وہ زندہ میں سے مُردے کو نکالتا ہے اور مُردے میں سے زندہ کو نکالتا ہے اور زمین کو اس کی موت کے بعد زندگی بخشتا ہے اسی طرح تم لوگ بھی (حالت موت سے) نکال لئے جاؤ گے

اب یہاں پر یہ جو 2 آیتیں ہیں اس سلسلے میں مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی وہ دعا ہے جس کی وجہ سے قرآن کریم نے ان کو وفائے عہد کا خطاب دیا ہے، ارشاد فرمایا **وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّىٰ** (37- سورت النجم) اور اُس ابراہیمؑ کے صحیفوں میں بیان ہوئی ہیں جس نےؑ وفا کا حق ادا کر دیا؟ یہ کلمات حضرت ابراہیم علیہ السلام صبح و شام پڑھا کرتے تھے اسی لئے اللہؐ نے ان کو وفائے عہد کا خطاب دیا اور حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعریف وفائے عہد سے کرنے کا سبب ان کی یہ دعا تھی عملی طور پر بھی وہ ایسے ہی تھے اور یہ دعا بھی کرتے تھے۔ (اسی طرح ابوداؤد کی روایت ہے) حضرت عبداللہؓ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (آیت نمبر 17 آیت نمبر 18 اور آیت نمبر 19ان تینوں آیتوں کے بارے میں کیا پتہ چلتا ہے۔) دو آیتوں 17,18 کے متعلق فرمایا کہ جس شخص نے صبح کو یہ کلمات پڑھ لئے تو دن بھر میں اس کے عمل میں جو کوتاہی ہوگی وہ ان کلمات کی برکت سے پوری کر دی

جائے گی اور جس نے شام کے وقت یہ کلمات پڑھ لئے تو رات کے اعمال کی کوتاہی اس کے ذریعے سے پوری کر دی جائے گی۔

تو اصل میں یہ جو تینوں آیتیں ہیں ان میں ایک بڑی اہم بات بیان کی گئی ہے **فَسُبْحَانَ اللَّهِ** پس سبحان اللّٰہ کے لئے ہے ،پس تسبیح اللّٰہ کے لئے ہے اور **سُبْحَانَ** مصدر استعمال کیا گیا ہے اور مصدر جب آتا ہے تو تاکید کے لئے آتا ہے **فَسُبْحَانَ** پس تسبیح کرو اللّٰہ کی۔ جمہور مفسرین کہتے ہیں کہ یہاں پہ تسبیح سے مراد **صَلُّو لِلّٰہ** ہے۔ **صَلُّو لِلّٰہ** کے کیا معنی ہیں نماز پڑھو ایک تو تسبیح کرنا ہوتا ہے کہ تسبیح کے لئے مختلف دعائیں پڑھی جائیں کلمات پڑھے جائیں وہ تسبیح ہے اور دوسری کیا ہے نماز پڑھی جائے نماز بھی اللّٰہ کی تسبیح ہے مفسرین کیا کہتے ہیں یہاں تسبیح سے مراد نماز پڑھنا ہے اور تسبیح کرنے کے معنی کیا ہوتے ہیں کہ اللّٰہ عیب نقائص اور کمزوریوں سے پاک ہے اب آپ دیکھیں اللّٰہ اعلان کر رہا ہے کہ اللّٰہ پاک ہے کیوں اہل مکہ جب شرک کرتے تھے تو جن معبودوں کو پوجتے تھے وہ کیسے تھے ان کو موت آتی تھی ان کو نیند آتی تھی وہ اپنی ضرورتوں کو پورا نہیں کر سکتے تھے یا بے جان تھے ان کے اندر نہ اختیارات تھے نہ صحیح اوصاف تھے تو اللّٰہ تعالیٰ بتا رہے ہیں کہ اللّٰہ تعالیٰ کی ذات ایسی ہے **سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ** نہ اس کو نیند آتی ہے، نہ اونگھ آتی ہے۔**الْحَيُّ الْقَيُّومُ** نہ اس کو موت آتی ہے ، ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اسی کے پاس اختیارات ہیں وہی زندگی دیتا ہے وہی موت دیتا ہے سارا کچھ اللّٰہ کا دیا ہوا ہے **فَسُبْحَانَ اللَّهِ** پس نماز اللّٰہ کے لئے ہے پس تسبیح اللّٰہ کے لئے ہے سبحان کے 2 معنی ہیں عام پاکی بیان کرنا اور اللّٰہ کے لئے نماز پڑھنا کب کب نمازیں پڑھنی ہیں آگے اوقات بتائے گئے ہیں **حِينَ تُمْسُونَ** جب تم شام کرتے ہو مادہ **(م س و)** اور معنی ہیں مغرب اور عشاء **تُمْسُونَ** شام کے لئے آتا ہے **وَحِينَ تُصْبِحُونَ** جبکہ تم صبح کرتے ہو فجر **وَلَهُ الْحَمْدُ** اور اسی کی تعریف ہے **فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ** آسمانوں میں اور زمین میں اب آپ دیکھیں کہ پہلے زمان کا ذکر ہے اب مکان کا ذکر ہے صبح و شام وقت کی بات ہو رہی ہے آگے مکان کی، جگہ کی بات ہو رہی ہے آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی **وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ۔ عَشِيًّا (ع ش و)** اس سے مراد عصر کا وقت ہے دن کے آخری حصے کو کہتے ہیں اور اس سے مراد عصر ہے تو کیا مراد ہے دوپہر کے بعد پچھلے پہر **(ع ش ی)** زوال کا وقت بھی ہے اور مغرب سے لے کر عشاء کے وقت پہ بھی یہ دلالت کرتا ہے یہ پچھلے پہر کے لئے آتا ہے تو چونکہ یہاں پر **تُمْسُونَ** آگیا تو مغرب عشاء ہو گیا **وَحِينَ تُصْبِحُونَ** آگیا تو فجر ہو گیا تو **عَشِيًّا** پھر صرف عصر کے لئے آیا ہے **عَشِيًّا** عصر کے وقت **وَحِينَ تُظْهِرُونَ** اور جبکہ تم ظہر کرتے ہیں ظہر ویسے تو کیا کہ جب سورج پیٹھ پھیرتا ہے پیٹھ کے لئے بھی آتا ہے ظہر تو مطلب کیا ہے جب سورج ڈھل جاتا ہے تو یہاں نماز کے اوقات بتائے گئے ہیں اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہاں پر ایک ہی دفعہ اللّٰہ تعالی نے کیوں نہیں کہا کہ بس ایک دفعہ پانچ نمازیں پڑھ لو یہ پانچ مختلف اوقات میں نماز کیوں پڑھنے کے لئے تاکید کی گئی اور کیوں نماز کے اوقات بھی بتائے گئے بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن میں صرف نماز کا آیا **أَقِيمُوا الصَّلَاةَ** اور کچھ تفصیلات بھی پتہ چلتی ہیں تو آپ دیکھ لیں اوقات بھی ہمیں قرآن سے پتہ چل رہے ہیں اور عبادت کے اوقات کا تعین کرنے میں بڑی حکمت ہے کیا حکمت ہے؟ اللّٰہ تعالی نے اپنی حمد اور تسبیح کے جو اوقات مقرر کئے ہیں تو وجہ یہ ہے کہ اس سے کسی بڑی نشانی کا ظہور ہے بڑی نشانی کیا ہے رات دن میں داخل ہوتی ہے یہ ہے معجزہ یہ کوئی آسان بات ہے کہ رات اندھیری ہے اس کے بعد دن آجائے تو کیونکہ رات پہلے ہوتی ہے دن بعد میں ہوتا ہے اس لئے پہلے **تُمْسُونَ** کا ذکر ہے اس کے بعد میں **تُصْبِحُونَ** کا ذکر ہے (سمجھ آئی بات کی) آپ کو پتہ ہے ہمارے ہاں رات پہلے ہوتی ہے دن بعد میں ہوتا ہے چاند کے مطابق اور ایک دن رات 24 گھنٹوں کا جو مجموعہ ہے تو اس لئے **تُمْسُونَ** کا ذکر آیا پھر **تُصْبِحُونَ** کا تو نشانی کیا ہے کہ رات دن میں داخل ہو رہی ہے یا دن رات میں

داخل ہو رہا ہے اچھا پھر آپ دیکھیں کہ سورج ایک سمت میں جھکنے لگتا ہے رات اندھیری ہوتی ہے بڑی تاریک ہوتی ہے اب سورج جھکتا ہے تو بڑی بات ہے کہ اتنا چمک رہا تھا۔ پہلے تھا ہی نہیں پھر نکل آیا پھر جب ڈھلنے لگا تو ان اوقات میں اللہ رب العزت کہتے ہیں کہ اے لوگوں تم میری بندگی کرو تم میری عبادت کرو تم نماز پڑھو مجھے یاد کرو کائنات پر غورو فکر کرو (سورج کا ڈھلنا)۔ اہل مکہ کیا کرتے تھے چڑھتے سورج کی بندگی کرتے تھے یا ڈوبتے کی تو مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ تم یہ خاص کائنات کے اندر نشانیاں ہیں رات کی تاریکی، دن کی روشنی، سورج جب ڈھل جائے چڑھتے سورج اور ڈھلتے سورج کی نہیں کرنی ورنہ شرک سے مشابہت ہو جائے گی سورج کے چڑھنے سے پہلے فجر کی نماز ہے سورج جب پوری طرح چڑھ جائے تو چاشت ،اشراق پڑھ لیجئے جب پورے عروج پر ہے تب بھی نہیں پڑھنی جب وہ ڈھلنے لگتا ہے پھر ظہر کا ٹائم ہو جاتا ہے پھر عصر ہے پھر مغرب ہے پھر عشاء ہے تو یہ نمازوں کے اوقات ہیں نمازیں تو پڑھنی ہیں پیچھے آپ نے ذکر پڑھا نمازوں کا پھر تیسری آیت میں کیا کہا **يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ** کہ وہ زندہ میں سے مردہ کو نکالتا ہے **وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ** اور مردہ میں سے زندہ کو نکالتا ہے **وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا** اور زمین کو اس کی موت کے بعد زندگی بخشتا ہے **وَكَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ** اسی طرح تم لوگ بھی حالتِ موت سے نکال لئے جاؤگے، تمہیں موت سے نکال کر زندہ کیا جائے گا اور حساب کتاب ہوگا اچھا مثلاً آپ دیکھیں بیج ہوتا ہے بیج میں کوئی زندگی تو نہیں ہوتی زمین میں جب بویا جاتا ہے تو لہلہاتا ایک سرسبز اور شاداب درخت اور باغات کھڑے ہو جاتے ہیں اسی طرح نطفہ حقیر نطفہ اس سے جیتا جاگتا ایک انسان پیدا ہوتا ہے ایک انسان وجود میں آتا ہے اسی طرح انڈا یہ ساری بے جان کی مثالیں ہیں **مَيِّتَ** کی مثالیں ہیں **میت** میں سے زندگی کا وجود آتا ہے تو پھر اللہ تعالی نے **وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ** تو مردے میں سے زندہ کو نکالنا اور زندہ میں سے مردے کو پھر دوبارہ پھر وہ نطفہ انسان میں سے آتا ہے مرغی پھر انڈا دیتی ہے انڈے میں سے بچہ اور بچے میں سے پھر انڈا یعنی بچہ مرغی اور پھر انڈا تو اس طرح آپ اس کو دیکھ سکتے ہیں تو یہاں پر موت اور زندگی کی حقیقت اصل میں بتائی جا رہی ہے اور یہ حقیقی ہے، مجازی بھی ہے، حسی ہے معنوی بھی ہے اب ایک تو حقیقی ہے کہ اس کو اسی معنی میں لیں اور معنوی لحاظ سے کیا ہے زمین مردہ ہوتی ہے خشک زمین بارش کے ذریعے زندہ ہو جاتی ہے پھر اس میں سے سبزہ پیدا ہوتا ہے پھر آپ اس کو معنوی میں کیسے لیں جیسے کفر موت ہے ایمان زندگی ہے تو یہ سارے معنی یہاں پر ہیں تو موت کیا ہے کفر ہے اور زندگی کیا ہے ایمان ہے تو ساری باتوں کا نچوڑ کیا ہے **وَكَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ** کہ اسی طرح تم اللہ کی طرف نکالے جاؤ گے ،لے جائے جاؤ گے تو کرو کیا؟ تم آخرت کی تیاری کرو تو آج کے سبق کا نچوڑ کیا ہے کہ اللہ کا ہو جانا اللہ کی بندگی کرنا اللہ کے وعدوں پر سچا یقین کرنا اللہ کہتا ہے کہ جنت ہوگی اللہ کہتا ہے **کہ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ** عمل صالح کرنے والوں کے لئے **رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ** مجھے اور آپ کو اس کا یقین رکھنا چاہئے کبھی تنگ دل نہ ہوں ،کبھی مایوس نہ ہوں ،کبھی غم زدہ نہ ہوں اچھے برے دن آتے رہتے ہیں تو تسبیح کرنی چاہئے اپنی زبان سے بھی اور اپنے عمل سے بھی ہمیں قلبی بھی لسانی بھی اور عملی بھی ہر طرح کا ذکر کرنا چاہئے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہے کہ صبح کی نماز پڑھنے کے بعد رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے اور میں اپنی نماز پڑھنے کی جگہ پر بیٹھی ذکر کر رہی تھی پھر آپ دن چڑھے واپس تشریف لائے میں ابھی بھی بیٹھی ذکر کر رہی تھی آپ نے فرمایا جس حالت میں میں نے تمہیں چھوڑا تھا کیا تم اس وقت سے اب تک اسی حالت میں بیٹھی ذکر کر رہی ہو میں نے عرض کیا جی ہاں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرے بعد میں نے چار کلمات تین مرتبہ کہے تم نے شروع دن سے اب تک جو کچھ پڑھا اگر اس کے ساتھ ان کلمات کو وزن کیا جائے تو ان کا وزن بڑھ جائے گا۔ **سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللهِ وعَدَدَ**

خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ وَرِضَاءَ نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ" تو یہ دعا تھوڑے سے حروف کے تغیر کے ساتھ مختلف انداز میں آپ کو حدیث کی کتابوں میں مل جائے گی۔ تو چار کلمات ہیں تین مرتبہ آپ ﷺ نے پڑھے ہیں تو اس کا مطلب کیا ہے کہ اجر بڑھ جائے گا یعنی تھوڑی دیر میں زیادہ اجر ملے گا اسی طرح اصل بات کیا ہے مفتی محمد حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں ہر اطاعت کرنے والا ذکر کرنے والا ہے۔ ہر معاملے کو شریعت کے مطابق کرنا ہی ذکرِ حقیقی ہے۔ پھر اسی طرح ایک بات میں آپ سے کہنا چاہتی ہوں مولانا رومی رحمہ اللہ کی ایک **حکایت** ہے اس کا ترجمہ ہے کہ ایک شخص رات کے وقت ذکرِ الٰہی میں مشغول تھا اس کی زبان پر اللہ کا ورد طاری رہا تھا آپ سوچیں رات کا وقت ہے نیند کا اور وہ اللہ کا ذکر کر رہا ہے شیطان نے اسے جھڑک کر کہا اے کم بخت کب تک اللہ اللہ کی رٹ لگائے گا اُس کی طرف سے کوئی جواب بھی نہیں ملتا اور تو ہے کہ مسلسل اس کو پکارے جا رہا ہے شیطان کی بات سن کر وہ شخص بڑا مایوس ہوا سر جھکایا تو نیند آگئی خواب میں حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا تو وہ فرما رہے ہیں اے نیک بخت تو نے ذکرِ الٰہی کیوں چھوڑ دیا آخر تو ذکر سے پشیمان کیوں ہو گیا اس شخص نے کہا بارگاہ الٰہی سے مجھے کوئی جواب نہیں ملتا اس لئے فکر مند ہوں کہ کہیں میرے ذکرِ حق کو رد نہ کر دیا گیا ہو حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا بارگاہ الٰہی سے مجھے حکم ہوا ہے کہ تیرے پاس جاؤں اور تجھے بتاؤں کہ تو جو ہمارا ذکر کرتا ہے وہ ہی ہمارا جواب ہے تیرے دل میں جو سوزو نیاز پیدا ہوتا ہے وہ ہمارا ہی پیدا کیا ہوا ہے اور یہ ہمارا ہی کام ہے کہ تجھے ذکرِ الٰہی میں مشغول کر دیا ہے تیرے ہر یااللہ کہنے میں سو لبیک پوشیدہ ہیں تو ہماری کیا ذمہ داری بنتی ہے کہ **سبحانَ اللهِ ،الحمدُ للهِ ،لا إلهَ إلا اللهُ ،اللهُ أكبرُ** مختلف طریقے سے ذکر کریں اور رسول اللہ ﷺ سے بہت سی ہمیں دعائیں اور کلمات ملتے ہیں جن کے ذریعے آپ نے مختلف صحابہ کو ذکر کی تلقین کی ان کو ترغیب دلائی اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا کرے

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ إِلَيْكَ